شیخ القرآن مولانا حافظ

عبدالقہار سلفی دہلوی رحمہ اللہ

تحریر: محمد رمضان یوسف سلفی

مولانا عبدالوہاب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے جن تین لائق صد احترام بیٹوں نے درس و تدریس، وعظ و تقریر اور تصنیف و تالیف کے میدان میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں ان میں شیخ القرآن والحدیث مولانا امام عبدالستار دہلوی (وفات 29 اگست 1966) شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالواحد سلفی دہلوی (وفات 27 اگست 1998) اور شیخ التفسیر حافظ عبدالقہار سلفی دہلوی مرحوم کے نام نمایاں ہیں۔

آئندہ سطور میں مفتی عبدالقہار سلفی مرحوم سے متعلق کچھ باتیں قارئین کے گوش گزار کی جائیں گی۔ اس عظیم المرتبت اور بلند پایہ عالم دین سے میرے تعلقات کا دورانیہ کم و بیش چودہ برسوں پر محیط ہے۔

2 نومبر 1992 کی شام میں کراچی پہنچا اور اسی روز نماز مغرب کے بعد پہلی بار محمدی مسجد برنس روڈ کراچی میں گیا اور سات آٹھ روز وہاں جماعت غرباء اہلحدیث کے مرکز میں قیام پذیر رہا۔ ان دنوں وہاں بہت سے اکابر علماء کو دیکھنے، ان سے ملنے اور ان کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے مواقع میسر آئے۔ 3 نومبر 1992 کی صبح اذان فجر سے کچھ پہلے میں نماز کیلئے وضو کر کے بیٹھا تھا کہ ایک بزرگ سیڑھیاں اتر کر نیچے مسجد میں تشریف لائے۔ درمیانہ قد، سفید شلوار اور کرتہ پہنے ہوئے، سر پر سفید کپڑے کی ٹوپی پر سفید عمامہ، نکھرا ہوا رنگ خوبصورت ناک نقشہ، خوبصورت چہرے پر تقویٰ و صالحین کی پھوٹتی کرنیں، دل تھا کہ ان کی طرف کھنچا چلا جا رہا تھا۔ ان عالم دین نے ایک حجرہ نما کمرے سے قرآن مجید نکالا اور اسے منبر کے قریب مسجد میں تپائی پر رکھ دیا۔ نماز فجر کی جماعت ہو چکی تو وظائف و اوراد سے فارغ ہو کر انہوں نے اسی قرآن مجید کو جو وہ حجرہ نما کمرے سے نکال کر لائے تھے سامنے تپائی پر رکھ کر کھولا اور درس قرآن ارشاد فرمانا شروع کیا۔ پندرہ بیس منٹ کے اس درس قرآن میں انہوں نے پڑھی جانے والی قرآنی آیات کی عام فہم اور سادہ اسلوب میں تشریح و تفسیر بیان کی۔ دہلی کی ٹکسال پر ڈھلی ہوئی اردو میں ان کا وعظ دل کو مسحور کیے ہوئے تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے مفتی عبدالقہار صاحب کو دیکھا اور ان کا درس قرآن سنا۔ اس کے بعد جب بھی کراچی گیا تو ان کی خدمت میں بیٹھ کر ان کے ارشادات عالیہ سے مستفید ہونے کو اپنی سعادت سمجھا۔ وہ راقم پر از حد مہربان تھے، بڑی شفقت فرماتے، پند و نصائح سے نوازتے، راقم کی تحریری کاوشوں کی تحسین فرماتے اور مختلف مواقع پر انہوں نے اپنی ترجمہ و تالیف کردہ گراں قدر کتب ہدیۃ دے کر میری بڑی حوصلہ افزائی کی۔ وہ پرانی وضع کے نیک، خوش گفتار اور عالی کردار بزرگ تھے۔ جماعتی احباب کو خوشی و غم میں برابر شریک ہوتے اور ان سے تعلق نبھانا جانتے تھے۔ طبیعت میں حد درجے کی سادگی تھی، سنت نبی ﷺ سے بے پناہ شغف تھا، خود بھی عامل سنت اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے۔ علم و ادب ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ صحیح معنوں میں موحد، متبع سنت اور سچے مسلمان تھے۔ میرا ان سے طویل عرصے تک جماعتی و دینی تعلق رہا۔ میں نے کبھی بھی ان کی زبان سے کسی کی غیبت نہ سنی وہ ہمیشہ دوسروں کے مقام و مرتبہ کو ملحوظ رکھتے اور نہایت خلوص، محبت اور پیار سے پیش آتے۔ ان کی نصیحت آموز باتیں آج بھی قلب و ذہن کو منور کیے ہوئے ہیں۔ دوسروں کی اصلاح، خیر خواہی اور انہیں اسلامی تعلیم سے آگاہ کرنا ان کا مطمع نظر تھا۔

مجھے یاد ہے کہ کراچی میں سالانہ قرآن و حدیث کانفرنس کے موقع پر محمدی مسجد میں ظہرانہ تھا اور جماعت اہلحدیث کی بہت سی نامور اور قد آور شخصیات مدعو تھیں۔ ایک صاحب نے پروفیسر صاحب کی سیاست پر سبقت لسان کی مفتی صاحب نے ان صاحب کو سخت ڈانٹ پلائی اور ان کا نام لیکر فرمانے لگے "مولانا دوسروں کی برائی کرنا بری بات ہے، مہمان کی عزت و احترام کرنا چاہئے"۔ مفتی صاحب مرحوم کی عادت تھی کہ وہ بڑی نرم خوئی اور احسن انداز میں تربیت فرماتے تھے۔ ایک بار جماعت غرباء اہلحدیث کے مرکزی دار الامارت کراچی میں، میں ظہرانے میں شریک تھا اور بھی بہت سے علماء وہاں موجود تھے۔ کہیں بے خیالی میں، میں دسترخوان پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا، مفتی صاحب کی نظر پڑی تو مجھے مخاطب کر کے فرمانے لگے۔ ارے مولوی رمضان تم کون سا کیم و شحیم ہو ایک گھٹنا کھڑا کر کے بیٹھو یہ مسنون ہے۔ اس طرح کی نصیحتیں وہ اپنے ملنے والوں کو اکثر کیا کرتے

تھے۔ان کی زندگی، ایک مثالی تھی تمام عمر غیر شرعی رسوم وعوائد سے دامن بچا کر رہے اور سنت کو سینے سے لگائے رکھا۔اب آیئے ان کے ابتدائی حالات کی طرف کہ انہوں نے دینی وعلمی میدان میں کیا کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

مفتی عبدالقہار سلفی 1344 ھجری (1926) میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد گرامی کے مدرسے دارالکتاب والسنہ صدر بازار دہلی میں حفظ قران کی سعادت حاصل کی۔اس کے بعد اپنے بڑے بھائی شیخ القرآن والحدیث مولانا حافظ عبدالستار محدث دہلوی رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالجلیل خاں بلوچ جھنگوی سے ترجمۃ القرآن، تفسیر اور کتب احادیث کی تعلیم حاصل کی۔ دیگر دینی علوم وفنون کی کتب مولانا ظل الرحمٰن، شاہ عبدالحلیم، میاں جی نذیر احمد، حافظ عبدالغفور جیسے جید اساتذہ کرام سے پڑھیں۔تحصیل علم کے بعد انہوں نے اپنی مادر علمی مدرسہ دارالکتاب والسنہ دہلی میں تدریس شروع کردی اس کے ساتھ ساتھ انہیں صحیفہ اہلحدیث دہلی کا مینجر بھی مقرر کر دیا گیا۔ 1947 تک آپ یہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ اپنے دیگر جماعتی احباب و اقرباء کے ہمراہ دہلی سے کراچی پاکستان آگئے۔ یہاں آکر انہوں نے جماعت غرباء اہلحدیث کی طرف سے قائم کردہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ دارالسلام محمدی مسجد برنس روڈ میں تدریس شروع کردی۔مفتی صاحب اپنے زمانۂ تدریس کے مختلف ادوار میں سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح اور بلوغ المرام طلبہ کو پڑھاتے رہے۔ زندگی کے آخری دور میں وہ جامعہ ستاریہ کراچی میں ترجمۃ القرآن اور مشکوٰۃ شریف کا درس دیتے تھے۔مفتی صاحب کا سلسلہ درس و تدریس ساٹھ سال سے کچھ زیادہ ہے۔اس عرصے میں ان سے سینکڑوں طلباء نے اکتساب علم کیا۔ان کے معروف تلامذہ میں چند نام یہ ہیں۔ مولانا محمد سلیمان جوناگڑھیؒ، مولانا عبدالعزیز نورستانی، مولانا محمد سرور شفیق، مولانا محمد سلفی مدیر جامعہ ستاریہ، مولانا حافظ محمد انس مدنی، مولانا محمود احمد حسن شیخ الحدیث جامعہ ستاریہ، مولانا منیر احمد شاکر، مولانا محمد حنیف السّلفی فیصل آبادی، مولانا محمد اسحاق شاہد، مولانا مفتی حافظ محمد ادریس السّلفی، مولانا حافظ محمد الیاس سلفی، مولانا حافظ محمد احمد نجیب، مولانا معاذ احمد فاروقی، مولانا محمد عیسیٰ پشاوری، مولانا عبدالویل ثاقب اور غازی اسلام رانا محمد شفیق خان پسروری کے نام نمایاں ہیں۔

مفتی عبدالقہار سلفی اچھے واعظ اور خطیب بھی تھے۔اگر چہ وہ کوئی لچھے دار مقرر نہ تھے لیکن عام فہم اسلوب میں اپنی گزارشات سامعین کے گوش گزار کرتے اور توحید، اتباع سنت اور دیگر دینی مسائل کی خوبصورت پیرائے میں وضاحت فرماتے۔صبح نماز فجر کے بعد محمدی مسجد برنس روڈ میں باقاعدگی سے درس قرآن ارشاد فرماتے۔ان کے اس درس قرآن سے بہت سے لوگ مستفید ہوتے۔ مفتی عبدالقہار، صاحب علم عالم دین تھے ان کا مطالعہ وسیع تھا۔دینی مسائل سے پوری طرح آگاہ اور علوم اسلامی پر گہری نظر رکھتے تھے۔فتویٰ نویسی میں انہیں مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ جماعت غرباء اہلحدیث پاکستان کے شعبہ دارالافتاء کے صدر محرر تھے۔فتویٰ مسائل کی تحقیق کے بعد بادلائل تحریر فرماتے، قرآن و حدیث سے اپنے موقف کی دلیل دیتے اور سائل کی پوری طرح تسلی کردیتے۔

حضرت مفتی صاحب کو تصنیف وتالیف سے بھی خاص شغف تھا، آپ جماعت کے بلند پایہ محقق، مصنف، مترجم، مفسر قرآن اور شارح احادیث رسول ﷺ تھے۔اب تک آپ کی کئی تصانیف منصۂ شہود پر آکر اہل علم اور عوام سے داد و تحسین حاصل کرچکی ہیں۔

قران خدمات کے سلسلے میں آپ کی قابل قدر اور لائق تحسین کاوش قرآن مجید کا حاشیہ ہے جو" قرآن مجید بدو ترجمہ بنام حدیث و تفاسیر" کے نام سے معروف ہے۔بعض دوست اسے "تفسیر ستاری" بھی کہتے ہیں۔اس قران مجید میں دو ترجمے ہیں ایک با محاورہ اور دوسرا لفظی۔لفظی ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی کا ہے جبکہ دوسرا ترجمہ مولانا امام عبدالستار دہلوی کا ہے۔مولانا عبدالقہار سلفی مرحوم نے اپنے بڑے بھائی امام عبدالستار دہلوی سے حاصل کردہ تفسیری نکات کو عرق ریزی اور باریک بینی سے حاشیے کی صورت میں مدون کیا ہے۔اس حاشیے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں احکام اسلامی، توحید، اتباع سنت، عقائد، حقوق و معاملات اور دیگر مسائل زندگی کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کیا گیا ہے۔اس حاشیہ قرآن میں پوری طرح مسلک سلف یعنی قرآن وسنت کی ترجمانی اور عکاسی کی گئی ہے۔قرآن مجید کے شروع میں پاروں اور سورتوں پر مشتمل علیحدہ علیحدہ انڈیکس بھی دیا گیا ہے۔اس سے مسائل تلاش کرنے میں قاری کو بڑی آسانی ہوتی ہے۔ یہ حاشیہ قرآن اختصار کے باوجود اپنے دامن میں بڑی جامعیت کا پہلو لئے ہوئے ہے۔اس محشیٰ قرآن مجید کو پڑھ کر شرک وکفر کی وادیوں میں بھٹکنے والے سینکڑوں افراد موحد، متبع سنت اور اہلحدیث بن چکے ہیں۔مفتی صاحب نے اس حاشیے میں مشکل الفاظ کی "حل لغات" بھی دی ہے۔اور اس میں عربی الفاظ کے

اصل معنے اور ان کا طریقہ استعمال کے متعلق بھی بتایا گیا ہے۔ بہرحال اس حاشیہ کو پڑھ کر عام آدمی بڑی بڑی تفسیروں کے مطالعہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید ایک ترجمہ اور تفسیر والا

اس قرآن مجید کا ایک ترجمہ ہے اور حاشیہ مختصر۔ یہ حدیث و تفاسیر والے قرآن کی تلخیص ہے۔ اسے ایک جلد میں خوبصورت شائع کیا گیا ہے۔

ہفت پارہ

یہ قرآن مجید کے اولین سات پاروں کا مجموعہ ہے۔ مفتی عبدالقہار مرحوم نے اپنے بڑے بھائی امام عبدالستار دہلوی سے اخذ کردہ تفسیری نکات کی روشنی میں اس کے حواشی مرتب کئے ہیں۔ بیش قیمت علمی جواہر پاروں سے آراستہ یہ عمدہ چیز ہے۔

سترہ سورہ

اس میں قرآن مجید کی سترہ سورتوں، فاتحہ، ھود، کہف، سجدہ، یاسین، دخان، فتح، الرحمٰن، واقعہ، الملک، المزمل، النباء، النازعات، کافرون، اخلاص، فلق اور والناس کا ترجمہ اور حواشی لکھے گئے ہیں۔ اس جواہر پارے کے مفسر امام عبدالستار محدث دہلوی اور حواشی مرتب کرنے والے ہیں مفتی عبدالقہار سلفی رحمہ اللہ۔

قرآن مجید سہ حاشیہ مترجم

یہ حاشیہ امام عبدالستار محدث دہلوی کی تفسیر ستاری پر سپرد قلم کیا گیا ہے۔ اس میں علمی و تحقیقی اسلوب میں قرآن مجید کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ حل لغات کے عنوان سے عربی کلمات کے اصل معانی، ان کے طریق استعمال اور فنی باریکیوں پر مفید معلومات درج ہیں۔ اس قرآن مجید کے آٹھ پارے علیحدہ علیحدہ جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ جبکہ نواں اور دسواں زیر طبع ہے۔ مفتی عبدالقہار مرحوم کی قرآنی خدمات کا یہ مختصر سا جائزہ تھا۔ حال ہیں میں ذہبیٔ دوراں، عظیم مورخ، مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی کتاب "برصغیر کے اہلحدیث خدام قرآن" شائع ہوئی ہے۔ اس کے صفحہ 362 پر بھٹی صاحب نے مفتی صاحب کی قرآنی خدمات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہ کتاب مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور نے شائع کی ہے۔

خدمات حدیث

مفتی عبدالقہار مرحوم نے خدمات حدیث کے سلسلے میں بھی قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور انہوں نے کئی تصانیف اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ آیئے اس کی ایک جھلک دیکھیں۔

ا۔ ترغیب وترہیب، اردو ترجمہ 6 جلد

یہ کتاب علامہ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری رحمہ اللہ کی بلند پایہ تصنیف ہے۔ اس میں انہوں نے نیک اعمال کی طرف رغبت دلانے اور برے اعمال سے ڈرانے والی احادیث کو جمع کیا ہے۔ اپنے موضوع پر یہ لائق مطالعہ کتاب ہے۔ مفتی عبدالقہار سلفی مرحوم نے حدیث کی اس اہم کتاب کا چھ جلدوں میں سلیس اردو ترجمہ کر کے اسے شائع کیا اور اہل علم سے خراج تحسین وصول کیا۔ بلا شبہ یہ بہت بڑی خدمت ہے۔

۲۔ واقفیت اسلام 3 حصے

اس کتاب میں بچوں کی تعلیم وتربیت کیلئے آسان پیرائے میں دینی مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ بچوں کیلئے یہ بہت مفید کتاب ہے۔

۳۔ چہل حدیث بابت قربانی

اس اہم کتاب میں قربانی کے مسائل کو احادیث کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔

۴۔ مسائل جنازہ

اس رسالے میں نماز جنازہ اور اس سے متعلقہ مسائل کی وضاحت کی گئی ہے۔

۵۔ مسنون دعائیں

یہ مسنون دعاؤں پر مشتمل ایک مفید رسالہ ہے۔

۶۔ وسیلہ

اس کتاب میں وسیلہ پر مدلل گفتگو کی گئی ہے اور اس اہم مسئلے کو دوٹوک الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

۷۔ مکمل نماز

نماز کے موضوع پر یہ بڑی جامع کتاب ہے اور مولانا عبدالوہاب دہلوی کی تصنیف، حضرت مفتی صاحب نے اس اہم کتاب میں بہت سے مفید اضافے کر کے اسے شائع کیا۔

تصنیف وتالیف کے علاوہ مفتی صاحب نے اپنے اشاعتی ادارے مکتبہ اشاعت القرآن والسنہ کی طرف سے مترجم قرآن مجید کے علاوہ سادہ قرآن مجید مسنون قرأۃ والا بھی شائع کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے صحیح ابن خذیمہ مترجم ۴ جلد، عمل الیوم واللیلہ، احادیث قدسیہ اور دیگر بہت سی اہم کتابیں شائع کیں۔

وہ نیک والدین کی نیک اولاد تھے۔ انہوں نے بیسیوں عمرے اور کئی حج کئے۔ جب وہ حرمین شریفین جاتے تو وہاں بھی توحید وسنت کا وعظ کہتے۔ وظائف و اوراد کے وہ انتہائی پابند تھے۔ زبان میں حد درجے تاثیر تھی۔ روحانی اعتبار سے وہ بہت بڑے عامل تھے۔ لوگ دور دراز سے ان کے پاس علاج کیلئے آتے وہ مریض کو مسنون دم کرتے، مسنون وظائف بتاتے اور اسے توحید وسنت پر عمل

پیدا ہونے کی سختی سے تلقین کرتے۔ ساتھ ہی نماز روزے کی پابندی کی تاکید فرماتے۔ ان کے مسنون طریقہ دم میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی تھی۔ محمدی مسجد میں جب وہ اپنی مسند پر بیٹھتے تو مریضوں کا تانتا بندھا رہتا۔ مفتی صاحب کم کھاتے اور کم سوتے تھے، جسمانی اعتبار سے دبلے پتلے تھے اور قد چھوٹا تھا۔ سفید لباس زیب تن رکھتے ، چہرے سے نورانیت کی جھلک دکھائی دیتی۔ یہاں ایک لطیفہ بھی سنتے جائیں۔ فروری 1965 میں وہ اپنے بڑے بھائی مولانا عبدالستار دہلوی رحمہ اللہ کے ہمراہ حج پر گئے تو وہ حرم میں ان کے وعظ کی اثر آفرینی اور ان کی صالحیت کو دیکھتے ہوئے مولانا عبدالحق ہاشمی ملتانی ثم مکی ایک ملاقات کے موقع پر فرمانے لگے۔ آپ ماشاء اللہ نادر الاسم اور نادر الجسم ہیں کم از کم مکہ و مدینہ میں تو ہم نے اب تک عبدالقہار نام نہیں سنا“۔

آج مفتی صاحب پر لکھنے بیٹھا ہوں تو بہت سی باتیں سطح ذہن پر ابھر آئی ہیں اور ان کے خلوص وللہیت کے بہت سے واقعات دماغ میں گردش کرنے لگے ہیں۔ وہ نہایت صابر وشاکر انسان تھے۔ زندگی میں انہیں کئی صدمات سے دوچار ہونا پڑا۔ چند سال پہلے ان کی جواں سال بیٹی فوت ہوگئی۔ پھر 1997 کے دسمبر کی یکم تاریخ کو ان کا نوجوان پوتا حسن الیاس قمیرہ میں اچانک چل بسا۔ یہ ان کیلئے اور ان کے خاندان کیلئے بہت بڑا صدمہ تھا۔ مجھے یاد ہے جب ان کے پوتے کی وفات کی خبر کراچی آئی تو میں اس وقت جماعت غرباء اہلحدیث کے مرکز محمدی مسجد میں حضرت شیخ القرآن کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے گلوگیر لہجے میں ہمیں یہ خبر سنائی۔ حضرت شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ مجھے مخاطب کر کے فرمانے لگے مولانا........... شیخ کا صبر دیکھئے، یہ ولی اللہ انسان ہے۔ واقعی،

مرقع سادگی کا تھا اور وارث علم وحکمت کا
اس کے زہد وتقویٰ میں تھی حسن کی رعنائی

اب ہم مفتی صاحب کی زندگی کے آخری موڑ پر پہنچ گئے ہیں۔ وہ ایک عرصے سے مختلف عوارض میں مبتلا تھے جسمانی اعتبار سے کمزور ونحیف تو پہلے ہی تھے۔ ایسے میں بیماری زیادہ اثر انداز ہوتی تھی۔ پھر ان کی وفات سے اڑھائی ماہ پہلے ان کا منجھلا بیٹا حافظ الیاس سلفی وفات پا گیا۔ بڑھاپے میں یہ صدمہ بھی ان کیلئے بڑے دکھ کا باعث بنا۔ آخر 31 مئی 2006 شام نماز مغرب کے بعد مفتی عبدالقہار نے بھی اس دنیا کو خیر باد کہہ دیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگلے روز جمعرات کی شام 5 بجے محمدی مسجد میں حضرت الامام مولانا عبدالرحمٰن سلفی صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر اس نیک انسان کو کراچی کی سرزمین میں ہمیشہ کیلئے اپنی آغوش میں چھپالیا۔ حق مغفرت کرے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔ مرحوم نے مختلف ادوار میں دو شادیاں کیں لیکن اولاد ساری کی ساری پہلی بیوی سے ہے۔ مرحوم نے اپنے پیچھے 2 بیٹے 6 بیٹیاں اور ہزاروں ارادت مند سوگوار چھوڑے۔ مرحوم کے صاحبزادوں میں مفتی محمد ادریس سلفی، اور حافظ محمد الیاس سلفی مرحوم نے درس وتدریس میں اور تصنیف وتالیف میں بڑا نام پیدا کیا ہے۔ جبکہ حافظ عبدالسلام سلفی جامعہ ستاریہ کراچی کے لائبریرین اور دیگر جماعتی کاموں میں حصہ لیکر خدمت دین کا کام کر رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆

بقیہ:۔ جشن آزادی کس کے لئے

تھے......؟ کیا اس لیے کہ ہم پاکستان کو مستحکم بنانے کی بجائے اس کے قوانین توڑ کر کمزور کرتے جائیں۔

حضرات گرامی! ہم نے تو اس عظیم مقصد کی بھی لاج نہ رکھی جس مقصد کے لیے یہ پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔ وہ عظیم مقصد کیا تھا......؟

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کیا یہ پاکستان کا مقصد نہ تھا......؟ کیا یہی پاکستان کا مطلب نہ تھا......؟

ہاں میرے دوستو! یہی مطلب تھا یہی مقصد تھا۔ لیکن ہم نے اس کلمے کی بھی لاج نہ رکھی۔ کیا جشن آزادی کے دن شرابیں نہیں پی جاتیں......؟ کیا زنا کاری نہیں کی جاتی......؟ اس کلمے کو پڑھنے والے پر دونوں چیزیں حرام ہیں اور پھر اس کلمہ کو پڑھنے والا اس زمین پر بیٹھ کر یہ جرم کرتا ہے۔ جس زمین کے حصول کا مطلب ہی ”لا الہ الا اللہ“ ہے۔ یہ کتنا بڑا جرم ہے یہ کتنا بڑا دھوکا ہے اپنے بزرگوں سے اپنے اللہ سے اور اپنے ضمیر کے ساتھ۔ اور پھر آزادی اس ملک میں کس کے لیے ہے......؟ کیا مدارس کے لیے......؟ کیا مساجد کے لیے......؟ کیا دینِ اسلام کے لیے......؟ جس کے لیے ہم نے یہ ملک حاصل کیا۔ اس دین ومذہب کو تو یہ آزادی ملی نہیں۔

ہاں آزادی ہے تو سینما گھروں کے لئے تھیٹروں کے لئے ہر قسم کی فحاشی کے لئے عریانی کے لیے آزادی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کیا ہم نے اس آزادی کے لیے وطن حاصل کیا تھا......؟

قارئین کرام! ہماری آزادی تو ایسی ہے جیسے کبوتر باز اپنے کبوتروں کو شام کے وقت آزاد کر دیتا ہے لیکن پلٹ کر پھر ان کو دوبارہ اسی پنجرے میں آنا ہوتا ہے۔ اگر ہم دائمی آزادی چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اسلام کی پابندیوں کو اپنے آپ پر لاگو کرنا ہوگا۔ ورنہ تمہاری داستان نہ ہوگی داستانوں میں۔